آہ! مولانا محمد علی مرحوم

۱۱ محرم الحرام کا دن دارالعلوم کیلئے ماتم و شیون کا دن بنا کہ دارالعلوم کے ایک قدیم جید اور متبحر بزرگ استاذ حضرت العلامہ الحاج استاذنا المحترم مولانا محمد علی صاحب سواتیؒ صبح دس بجے یکایک اس دار فانی سے منہ موڑ کر واصل بحق ہوئے وصال کا سانحہ بھی عجیب قابلِ غبطہ اور لائق صد رشک شکل میں پیش آیا، فقہ حنفی کی مستند ترین کتاب ہدایہ آخیرین کی درس سے فارغ ہوئی ہی تھی کہ اچانک دل کا دورہ پڑا۔ چارپائی پر لٹا دئے گئے۔ جسم اتنا ملائم نرم اور ساتھ ہی گرم بھی تھا کہ ہم سب لوگوں کو کافی دیر گذرنے کے باوجود وفات کا یقین نہیں آرہا تھا۔ اساتذہ اور حضرت شیخ الحدیث مدظلہ اور طلبہ کا ہجوم اردگرد جمع تھا کہ ڈاکٹر نے وفات کی تصدیق کر دی۔ ایک رقت انگیز کیفیت سب پر طاری تھی، حضرت شیخ الحدیث مدظلہ گریہ سے بے قابو تھے اور دعا فرماتے ہوئے مولانا کو شہیدِ علم قرار دیا۔ ابھی چند لمحے وہ قرآن و حدیث پر مبنی احکام شرعیہ کی تشریح و توضیح فرما رہے تھے۔ کراماً کاتبین نے دفتر اعمال کا آخری صفحہ درس ہدایہ کی شکل میں قلمبند کیا۔ عالمِ نزع کی حالت میں اور موت کی دہلیز میں قدم رکھتے ہوئے بھی علمی مسائل و مباحث اور کتابوں کی درس و تدریس کی ایسی مثالیں سلف میں بھی موجود ہیں مگر بہت خال خال۔ ابھی چند قبل ہمارے حضرت مفتی محمود صاحبؒ بھی اسی تعلیم و تعلم کی کیفیت میں من المھد الی اللحد کا جیتا جاگتا مصداق بن گئے تھے۔ مرحوم حضرت مولانا محمد علی پچھلے دو تین سال سے متعدد امراض شوگر، دل کی بیماری وغیرہ کے نرغہ میں تھے مگر درس و تدریس کا ناغہ اس حال میں بھی گوارا نہ کیا۔ پچھلے دو چار دن سے شدتِ امراض کی بنا پر درسگاہ تک جانے سے قاصر ہوگئے مگر ہدایہ آخیرین اور طحاوی شریف کے طلبہ کو اپنی قیام گاہ میں آکر پڑھنے پر مامور کیا تھا۔ چنانچہ وفات سے قبل ہدایہ کا درس حسبِ معمول دیا۔ نویں اور دسویں محرم کو عاشورہ کے روزے رکھے تھے۔ اغلب یہ ہے کہ آج بھی اسی ضعف و نقاہت اور عوارض کے باوجود روزہ سے تھے اور بحالتِ صوم فرحت لقاء رب سے مالامال ہوئے۔ مولانا مرحوم کی خواہش تھی کہ ان کی تدفین بھی دارالعلوم ہی کے قبرستان (جس کیلئے عیدگاہ کے جنوبی دروازہ سے باہر جگہ مخصوص کی گئی ہے۔) میں ہو مگر حضرت کے صاحبزادگان اور پسماندگان کی خواہش پر ان کے آبائی گاؤں شالفین ضلع سوات لاش لے جانے کا فیصلہ کیا گیا۔ اطراف میں فون پر اطلاع دی گئی، ریڈیو پاکستان نے بھی شام تک دو ایک بار خبر نشر کی غسل اور تجہیز و تکفین کے انتظامات بڑی تیزی سے ہوتے اور پونے ایک بجے دوپہر دارالعلوم کے صحن میں سینکڑوں علماء و صلحاء اساتذہ و طلبہ نے باچشم پرنم دارالعلوم کے اس دیرینہ اور مخلص ترین خادم علوم کتاب و سنت اور مشفق استاذ کا جنازہ حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ کی امامت میں پڑھا۔ عام دیدار کے بعد نعش مبارک سوات روانہ ہوئی۔ اساتذہ و طلبہ کی ایک بڑی تعداد ساتھ تھی خود احقر بھی سوات میں تدفین اور اس کے بعد تک سارے مراحل میں ساتھ رہا شام کے نعش ان کی قیام گاہ خوازہ خیلہ پہنچی دوسرے دن بروز جمعہ صبح نو بجے سوات میں دوبارہ نماز جنازہ پڑھی گئی علماء صلحاء اور آپ کے معتقدین تلامذہ اور عام مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت اس میں شریک ہوئی۔ تدفین یہاں سے تین چار میل دور

آبائی قصبہ شالفین میں ہوئی۔ حضرت کے پسماندگان اور مقامی علماء اور مسلمانوں کے اصرار پر بعد از تدفین احقر نے موت العالم پر اپنے تاثرات پیش کئے اور اس طرح نمازِ جمعہ سے کچھ قبل ہم دارالعلوم کے ایک مثالی استاذ علم و عمل کی جامع شخصیت اخلاص و سادگی کے پیکر طلبہ سے شفقت اور دارالعلوم سے گرویدگی کی ایک زندۂ جاوید نشانی علومِ نبویہ کے ایک عاشقِ زار الغرض ایک گنجِ گرانمایہ کو وادیٔ سوات کی پرسکون اور خاموش وادی میں سپردِ خاک کر کے اپنے دل میں مولانا مرحوم کے تقریباً تیس سالہ تعلق و محبت کی انمٹ یادوں کا سرمایہ لئے واپس ہوئے۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا مرحوم ۱۹۱۹ء میں بمقام شالفین ضلع سوات ایک علمی گھرانہ میں پیدا ہوئے والد ماجد کا نام مولانا عنایت اللہ صاحب تھا۔ اسی خاندان کے حضرت مولانا سید احمد صاحب عرف شالفین صاحب حق المتوفی مکہ معظمہ سابق مدرس دارالعلوم حقانیہ آپ کے ماموں تھے۔ ان کی وفات کے بعد آپ نے تقریباً تیس برس قبل دارالعلوم حقانیہ کی تدریس کے فرائض سنبھالے اور بہت جلد طبقۂ علیا کے ممتاز اساتذہ میں شمار ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے علاقہ کے علماء سے حاصل کی پھر ۱۹۴۳ء میں آپ نے مظاہر العلوم سہارنپور میں داخلہ لیا تین سال رہ کر وہاں کے اساتذہ سے تکمیل علوم کی کچھ عرصہ سہارنپور کے ایک دارالعلوم میں تدریس کی۔ آٹھ سال تک حکمت آباد کے مولانا میاں مسرت شاہ صاحب مرحوم کے ہاں تدریس میں مشغول رہے اس کے بعد دارالعلوم حقانیہ ہی کے ہو کر رہ گئے آپ کی طلباء سے بے تکلفی اور شفقت مثالی تھی مگر اس کے ساتھ ضبط و ڈسپلن اور امتحانات میں سخت گیری اور طلبہ کے احتساب کی بھی مثال نہیں۔ ان کی وفات سے نہ صرف دارالعلوم بلکہ پورا ملک عہدِ سلف کے ایک معیاری نمونہ اور مثالی شخصیت سے محروم ہو گیا۔ پسماندگان میں بڑے صاحبزادے دارالعلوم کے فارغ التحصیل ہیں۔ دو فرزند اس وقت دارالعلوم ہی میں زیرِ تعلیم ہیں۔ اللھم ارضہ واکرم مثواہ وبرّد مضجعہ ولا تحرمنا اجرہ۔

واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل

سمیع الحق